عظمتِ گریہ

عمدۃ العلماء ذاکر شام غریباں سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد طاب ثراہ

ماہ محرم کی پہلی ہے اور غم حسینؑ کی ابتدا ہے۔ ہر سینہ میں فرش عزا ہے اور دل میں ماتم کی صف ہے۔ عیش پسندوں کو ناگوار ہے غم خوش باش طبیعتوں پر بار ہے۔ مسرت کے متلاشی رنج والم سے گریزاں ہیں۔ فرحت وسرور کی جستجو کرنے والے ماتم کی صف سے دور ہیں۔ کبھی ماتم سے ترش روئی ہے کبھی سینہ زنی سے روگردانی ہے کبھی بہتے ہوئے آنسوؤں پر اعتراض ہے کبھی صبر وضبط کی تعلیم ہے، استقلال ایمانی کا حوالہ ہے، رونے سے دل کی کمزوری کا دھڑکا ہے، ماتم سے دل پر چوٹ لگنے کا اندیشہ ہے۔ یہ تمام طوفان برپا ہیں، ہوائیں تلاطم انگیز ہیں مگر ایمان والوں کا سفینہ ان ہی آندھیوں میں سکون اور اطمینان سے رواں ہے۔ کون ان کو سمجھانے بیٹھے کہ ہمارے دل اتنے کمزور نہیں کہ ماتم کی چوٹ سے ٹوٹ جائیں۔ وہ شیشے نہیں جو ہاتھ کی ٹھیس سے شکستہ ہو جائیں ہم کو تو عادت ڈالنا ہے کہ کبھی دل پر ٹھیس لگے تو مزاج دل پر بار نہ ہو۔ اگر کسی قسم کی کوئی دھمک پہنچے تو قلب کی بے چینی بڑھنے نہ پائے۔ اظہار غم ہوتا رہے اور دل کی چوٹیں کھانے کا عادی رہے۔ طرز ماتم یہ بھی ہے کہ آنکھ سے آنسو بہتا رہے، اندازہ الم یہ بھی ہے کہ آوازہ گریہ بلند ہوکے رہے، طریق عزا یہ بھی ہے کہ سینہ پر ہاتھ پڑ کے رہے، اظہار الم یوں بھی ہے کہ سر کی برہنگی خبر دے کر رہے اور اعلان غم یوں بھی ہے کہ خاروں کی کھٹک پیروں میں رہے اور ہماری پوری کوشش ہے کہ امام کی عزاداری میں کوئی طرز ماتم اٹھ نہ رہے، کوئی انداز غم چھوٹ نہ جائے اس لئے سینہ زنی بھی ہے، آنکھ کے آنسو بھی ہیں آواز گریہ بلند بھی ہے، علم دیکھا تو سر برہنہ کرلیا، تعزیہ اٹھا تو پا برہنہ کر لئے، محرم آیا تو لباس عزا پہنا۔ اپنے خیال میں روشن دماغ طبقہ ہر طرح سمجھانے پر تیار ہے کہ رونا دھونا روکو، اشکوں کا قافلہ ابرو کے ساحل پر روکو، عزاداری کا حکم روایات میں ضرور ہے آئمہ معصومینؑ نے گریہ وبکا کی تاکید ضرور کی مگر یہ سب باتیں تھیں اس دور کا ذکر تھا جب ہم رونے دھونے کے سوا کچھ کر نہ سکتے تھے مگر اب تو ہم آزاد ہیں، زبانوں پر ہماری بندش نہیں، قلم کی ہمارے گرفت نہیں لہٰذا ضروری ہے کہ واقعات شہادت بیان کرو مگر نہ اس لئے کہ لوگ رونے لگیں بلکہ صرف اس لئے کہ سننے والے حسینؑ کی سیرت سے سبق لیں اور اصحاب حسینؑ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

سچ ہے اور بالکل سچ ہے ہر مسلمان کا فریضہ ہے، ہر شیعہ پر لازم ہے کہ حسینؑ کی اقتدا واجب سمجھے، زائد سے زائد کوشش کرے کہ جو کچھ اصحاب حسینؑ کے اخلاق تھے، ان کی سیرت تھی ویسے ہی اخلاق کا نمونہ ہم بھی بنیں اور ہم بھی اسی سیرت پر چلیں مگر یاد رکھیں آپ کہ ہم پر صرف ایک

ہی امامؑ کا اتباع واجب نہیں ہے ایک ہی کی سیرت ہمارے واسطے نمونۂ عمل نہیں ہے بلکہ تیرہ شمعیں ایک ساتھ ضوفگن، تیرہ معصوم ایک ہی شاہراہ ہدایت پر قدم زن ہیں، رسولؐ بھی ہیں اور علیؑ بھی، حسینؑ بھی ہیں اور حسنؑ بھی اور ان کے بعد ایک کے بعد ایک، یہاں تک کہ آخر میں دورِ قائمؑ بھی ہے اور ہم پر سب کی اقتدا فرض ہے سب کی پیروی لازم ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان سب حضرات کے ظاہری حالات میں وقت اور زمانہ کی مناسبت سے کچھ نہ کچھ فرق ہے۔ علیؑ کی شہرت تلوار سے، حسنؑ کا نام صلح میں، حسینؑ کی وقعت شہادت میں، بیمار کا ذکر گریہ کے ساتھ، باقرؑ وجعفرؑ علم میں، کاظمؑ کی شہرت قید خانہ میں، رضاؑ کی منزل سلطنت کے ساتھ، یہ تمام سیرتیں سامنے ہیں۔ یہ تمام عالم کی نگاہوں میں ہے نافہم ہے وہ جو یہ کہے کہ ان سب کے مزاج الگ تھے ان سب کی حالتیں ایک دوسرے کے مخالف تھیں، رفتار مزاج الگ تھی، علم وقوت میں فرق تھا۔ لَا وَاللہ ہرگز نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے سب ایک تھے سب ہی متحد تھے، نور سب کا ایک تھا، صفات سب کے ایک تھے، عصمت میں سب ایک تھے۔ جو علیؑ کر گئے بعینہٖ وہ سب کام حسنؑ کر سکتے تھے اور جو حسنؑ نے کیا وہ سب کچھ حسینؑ ہی کر سکتے تھے اور جو حسینؑ نے کیا وہ تمام فرائض زین العابدینؑ انجام دے سکتے تھے مگر طرز عمل بدلے اس لئے کہ زمانہ بدلا، موقع بدلا، حالات بدلے، رنگ بدلا، مناسبت بدلی۔ لہٰذا جیسا عالم تھا زمانہ کے اعتبار سے جو سیرت مناسب تھی امام نے اپنے دور میں وہی سیرت اختیار کی تو آپ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو طرز عمل حضرت علیؑ نے اختیار کیا تھا وہی طرز عمل اختیار کرنا ہم پر واجب جب امام حسنؑ کی مصلحانہ سیرت واجب العمل نہیں جو حسینؑ کا انداز عمل تھا وہی واجب العمل ہے۔ امام زین العابدینؑ کی اسیری قابل اتباع نہیں نہ ان کا چالیس برس گریہ کرنا قابل پیروی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہم پر ہر امام کی پیروی فرض ہے لیکن عمل اور مناسبت کا دیکھنا مقدم ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ محل ہو تو بہادر بن جائیں اور موقع ہو تو صابر بن جائیں مناسب ہو تو تبلیغ کریں۔ مناسب نہ ہو تو خاموش رہیں کبھی ہاتھوں میں تلوار ہو کبھی تقیہ کی سپر ہو کبھی صلح کی منزل ہو، کبھی طرز عمل فداکاری ہو مگر آپ باور رکھیں کہ محل پہچاننا بھی ہر نیک وبد کا کام نہیں مناسبت دیکھنا ہر عالم وجاہل کے امکان میں نہیں۔ یہ بڑے سمجھدار طبقہ کا کام ہے۔ بے حد متقی کی منزل ہے۔ عالم کامل کا درجہ ہے، وہی بتائے کہ کیا مناسب ہے اور کیا غیر مناسب، کیا بے محل ہے کیا بامحل ہے یہ تو انہی کے دیکھنے کی چیز ہے مگر ہاں یہ امر قابل غور ضرور ہے کہ آئمہ معصومینؑ میں ایسے حضرات بھی موجود تھے جن کے زمانے میں سختی نہ تھی دشمنوں کی طرف سے زائد خوف وخطر نہ تھا جیسے امام محمد باقر یا امام جعفر صادق یا امام رضا علیہم السلام کا دور مگر ان حضرات نے بھی رنگ عزا نہ بدلا، محض سیرت امام حسینؑ کی تنظیم وتبلیغ کی تحریک نہ کی بلکہ انھیں حضرات سے ثواب گریہ وبکا کی روایات زائد ہیں اور بکثرت ہیں۔ اگر امام زین العابدینؑ اور امام موسیٰ کاظمؑ محض گریہ وبکا کی تعلیم دیتے تو آپ فرما سکتے تھے کہ ان حضرات کے دور میں دشمنوں کی شدت تھی، سختی کا دور تھا اس لئے یہ تعلیم تھی۔ مگر جب امام

محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ اور خصوصاً امام رضا علیہ السلام نے محض گریہ وبکا کی تعلیم دی اور حضرت امام حسینؑ کی سیرت کی تبلیغ ونشر واشاعت کی تاکید نہیں فرمائی تو معلوم ہوا کہ غرض اصلی اور نقطۂ حقیقی صرف گریۂ وبکا ہے۔ اسی کی تعلیم ہے اسی کی تاکید ہے۔ ثواب بتا کے گریۂ وبکا کی طرف مائل کیا۔ مجلسیں قائم کرکے رونے رلانے کی تعلیم دی خود مجالس کرکے رونے کی عظمت سمجھائی صرف اس لئے کہ امام جانتے تھے کہ زمانے مختلف ہوں گے حالات بدلتے رہیں گے کبھی سختی ہوگی کبھی نرمی، کبھی زمانہ اجازت دے گا تو کبھی روکے گا تو ہمارے شیعہ کہاں تک رنگ بدلیں گے۔ احکام سلاطین کی پابندی کریں گے۔ کبھی کوئی سلطنت مجالس کی اجازت دے گی کوئی سلطنت منع کرے گی، کوئی جلوس نکالنے کو روکے گا، کوئی اجازت دے گا یہ سب کچھ ہوتا رہے گا مگر گریہ وبکا وہ ہے کہ جس کو کوئی نہ روکے گا نہ روک سکے گا لہٰذا وہ تعلیم نہ بتاؤ جو کبھی جاری ہو کبھی بند ہو کبھی اجازت ہو کبھی ممانعت ہو وہ طریقہ کیوں نہ بتاؤ جو کبھی بند نہ ہو۔

آپ یاد رکھیں اشکوں کا قافلہ نہ رکا ہے نہ رکے گا نہ کوئی روک سکا ہے اور نہ کوئی روک سکے گا۔ بہیں گے آنسو تنہائی میں، بھری مجلسوں میں، صحرا میں، ویرانے میں، دن کی روشنی میں، اور شب کے پردے میں، دوسروں کے بیان کرنے سے اور خود دل ہی دل میں یاد کرنے سے۔ نہ چھڑا یئے گریہ بکا کی عادت نہیں تو پھر اشکوں کی روانی مشکل ہوگی چلنے دیجئے قوم کی کشتی انھیں آنسوؤں کی روانی میں کہ خدا کی قسم ہمیشہ یونہی بیڑا پار لگا اور اب بھی ساحل قریب ہے اگر خلوص نیت سے یہ کوشش ہے آپ کی کہ صاحب ایمان سیرت حسینی پر چلیں ائمہ معصومینؑ کے طرز عمل کی پیروی کریں تو اس کے واسطے خاص خاص جلسے کیجئے ائمہ معصومینؑ کے فضائل کی محفلیں معین کیجئے۔ کیا فرض ہے کہ عزائے حسینؑ میں رخنہ ڈالئے اور نہیں تو یہ بھی سہی۔ آپ کوشش کیجئے کہ مجالس عزا ہی میں بیان کرنے والے تمہید مصائب ہی میں وہ سب کچھ بیان کرجائیں جو آپ کی خواہش ہے مگر آخر میں رلانے کی کوشش کریں اور مجلس کے بیٹھنے والے دل کھول کر رو بھی لیں تو برا کیا ہے۔ یہ اعتراض غلط ہے کہ رونا بزدلی پیدا کرتا ہے، انسان بودا ہوجاتا ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ جناب یعقوبؑ برسوں رونے کے بعد بودے ہوگئے تھے یا امام زین العابدینؑ چالیس برس رونے کے بعد بہادر نہ رہے تھے بلکہ وہ کون سا امام تھا جو خوف خدا میں گریہ وبکا نہ کرتا ہو تو کیا ہر امام معاذ اللہ بہادر نہ باقی رہا تھا۔ لا واللہ ہرگز ایسا نہ تھا۔ رونا اگر کچھ کرتا ہے تو نرم دلی پیدا کرتا ہے جس کے بعد انسان ظلم نہیں کرتا کسی پر سختی نہیں کرتا اور بہترین فائدہ یہ ہے کہ رونے والے جب نظر آئیں گے حسینؑ کے ساتھیوں میں اور کبھی نظر نہ آئیں گے یزید والوں میں اور ظالمین کے گروہ میں۔ پھر یہی رونا وہ چیز ہے جو انسان میں دکھ زدوں کی ہمدردی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ جو خود غم والم میں مبتلا نہ ہو وہ کسی دوسرے کے دکھ درد کی قدر نہیں کرتا۔ جس کا دل غم والم سے لبریز ہو اس کو دوسروں کے مصائب کی بڑی قدر ہوتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ بنی آدم سے ہمدردی کرنا وہ بہترین

صفت ہے جو انسان کو انسان بنا دیتی ہے۔

تیسری چیز یوں عرض کروں کہ ہر مسلمان کو ماننا پڑے گا کہ خوف خدا میں رونا عبادت گزاروں کی بہترین صفت، متقین کا اعلیٰ ترین جوہر ہے، شریعت کی زبردست تعلیم ہے، پیدا کرنے والے کو بے حد مرغوب و محبوب ہے تو جب رونا ہی ترک کرنے کے قابل ہے تو اس گریہ سے بھی رو کئے جو خوف خدا میں ہو۔ اس کے بعد تمام احادیث وغیرہ کو چھوڑ کر سیرت انبیاء و مرسلین سے قطع نظر کرکے جب آپ صرف قرآن کے آیات ہی کو رکھیں گے تو آپ کو بلا مبالغہ ہزاروں آیتیں ملیں گی جن میں ایمان والوں کو ڈرایا گیا، خوف خدا رکھنے کی تاکید کی گئی اور ڈرنے والوں کی مدح کی گئی تو اب دنیا کے تمام فلسفۂ نفس جاننے والوں سے دریافت کیجئے کہ جن لوگوں کو ہر وقت ڈرایا جائے اور جن کے دل میں خوف و دہشت کی علمداری رہتی ہے وہ بودے ہوں گے یا بہادر؟ ہر شخص کہے گا کہ جس کے دل میں خوف و دہشت باقی رہے وہ بہادر نہیں ہوسکتا لیکن اسے کیا کیجئے کہ قرآن نے ڈرنا ہی سکھایا ہے اور صرف اس لئے کہ جو ڈرتا ہے وہ گناہ نہیں کرتا۔ آپ دیکھ لیں اور اچھی طرح دیکھ لیں کہ چور جب تک ڈرتا رہتا ہے چوری نہیں کرتا مگر جب ڈر نکل جائے تو ڈاکہ زنی پر تیار ہوجاتا ہے، بچہ جب تک استاد کے سامنے رہے ڈرتا رہتا ہے اور جب تک ڈرتا ہے شرارت نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ خدا نے اسی لئے ڈرتے رہنے کی تاکید کی ہے کہ انسان گناہوں سے بچتا رہے۔ اگر گناہوں سے بچنے کے لئے خدا کا خوف فرض عین ہے اور ہر انسان کے واسطے لازم ہے تو پھر انھیں گناہوں سے بچنے کے لئے غم حسینؑ واجب ہے اور ہر ایماندار پر واجب ہے کیونکہ یہ کلیہ مسلم ہے کہ جب تک کوئی غم والم میں مبتلا رہتا ہے اس وقت تک گناہ تو گناہ دنیا کی لذتوں کی طرف بھی مائل نہیں ہوتا۔ لہٰذا جو فائدہ خوف خدا کا ہے بعینہ وہی غم حسینؑ میں رونا بے نظیر صفت ہے۔ رعد کی سینہ زنی، برق کی تڑپ اور بادلوں کا گریہ نہ ہو تو دنیا کی بقا نہ ہو۔ سحاب رحمت کے آنسو ہی ہیں جو عالم کی حیات کا باعث ہیں۔ ابر نیسانی اگر اشکوں کو چھٹنے نہ دے تو صدف میں موتی نہ بن سکے۔ شمع کے آنسو بہنے دیجئے کہ محفل کی ضیا اسی میں ہے۔ رات کا گریہ اگر شبنم کے اشک نہ گرادے تو پھلوں میں آب ممکن نہ ہو۔ غم کی اگر طغیانی نہ ہوتی اور پہاڑوں کے دلوں میں ناسور نہ ہوتے تو نہروں کی ہستی عدم میں ہوتی، سوز غم نہاں نہ ہوتا تو پتھر سے آگ نہ پیدا ہوتی۔ حسینؑ کا غم رہنے دیجئے بڑھنے دیجئے پھیلنے دیجئے کہ انسانیت کی ابتدا غم سے ہے۔ ماں کے بطن سے نکل کر بچہ پہلے رونے کی صدا ہی دیتا ہے اور یہی صدا زندگی کی خبر دیتی ہے، احساس ہونے کا پتہ دیتی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ حسینؑ زندہ ہیں تو رونا کیسا؟ اس کا مختصر جواب بس اتنا ہے کہ یقینا ہمارا ایمان ہے کہ حسینؑ اور تمام شہداء سب کے سب زندہ ہیں مگر وہ زندگی جس پر بظاہر موت کا پردہ پڑ گیا ہو گریہ و بکا سے مانع نہیں ہوسکتی اور نہیں تو میں پوچھوں گا کہ جن کو تمام دنیائے اسلام سید الشہداء کہتی ہے یعنی جناب حمزہؓ وہ زندہ تھے یا نہیں۔ ماننا پڑے گا کہ جب ہر شہید زندہ ہے تو جو سید الشہداء تھا وہ ضرور زندہ تھا تو پھر رسولؐ نے کیوں افسوس کیا کہ حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں اور جب انصار کی عورتوں

نے آکے رونا شروع کیا تو کیوں رسولؐ خوش ہوئے کیوں ان رونے والوں کو دعائے خیر دی اور نہیں تو یوں عرض کروں کہ اس وقت تو حقیقت کے اعتبار سے ہم امام حسینؑ کو زندہ کہتے ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ شہادت کا پردہ درمیان میں حائل ہو چکا ہے۔ بظاہر حضرت کو موت آچکی ہے مگر جس وقت حسینؑ پیدا ہوئے تھے یا جن جن وقتوں میں پیغمبر سے امینِ وحی نے حسینؑ کے واقعات شہادت بیان کئے تھے اس وقت رسولؐ کیوں روئے تھے۔

ابھی تو حسینؑ آغوش ہی میں تھے سامنے ہی تھے زانو ہی پر تھے۔ درحقیقت بھی اور بظاہر بھی۔ زندہ اور صحیح وسالم تھے مگر رسولؐ رویا کئے تو جب حسینؑ کی زندگی میں رونا جائز تھا تو ظاہری شہادت کے بعد رونے کے جواز میں کیا شبہ بلکہ اور انبیاء تو حسینؑ کی ولادت سے پہلے روئے۔ اگر ان کا رونا جائز تھا تو ہمارا رونا بھی جائز ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ ہماری بقا ہماری ترقی آج یہ خیالات کی بیداری ہمارے دل میں پیدا ہونا اسی گریہ وزاری کا نتیجہ ہے جس کو آپ روک رہے ہیں۔ اگر اس گریہ وبکا میں دین ودنیا کے فائدے نہ ہوتے تو ائمہ معصومینؑ اس قدر تاکید نہ فرماتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم نے عزاداری میں بہت سی چیزیں ایسی بڑھا دیں ہیں جو ترک کرنے کے قابل ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے جیسے سینہ زنی کے انداز جن کے ساتھ نہ حسینؑ کا نام صاف نکلتا ہے نہ حیدر کا لفظ سمجھ میں آتا ہے۔ کچھ مہمل لفظیں بے معنی لفظیں سمجھ میں آتی ہیں۔ لہٰذا سکون واطمینان سے ماتم کیجئے۔ حسینؑ کا نام صاف کہئے، علیؑ کو پکاریئے تو اس طرح کہ سننے والوں کی صاف سمجھ میں آجائے کہ کس کا نام زبان پر ہے۔ نوحہ کا مطلب ہے گریہ وبکا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جب نوحہ پڑھیئے تو آواز دردناک اور لہجہ غم انگیز ہو۔ گانے کی دُھنیں آنے نہ پائیں۔ اشعار مدحیہ ماتم کے ساتھ بالکل بے ربط ہیں کمال شاعری کی مدح، تعریف کی تمنا نوحوں کے اشعار سے الگ رہے۔ لباس عزا میں آرائش وزینت مدنظر نہ رہے، عزا کا لباس ہو تو غم انگیز ہی ہو۔ دکھانا اور سنانا کسی میں مدنظر نہ ہو ورنہ ثواب کا ملنا ناممکن ہے جو کام کیجئے خلوص سے کیجئے کہ دنیوی فائدہ بھی ہوا اور اخروی بھی۔ غم کا اظہار غم ہی کی صورت میں ہو دکھانا اور سنانا مدنظر نہ ہو۔

ہم کو جو جو کچھ قدم اٹھانا ہے بہت سوچ سمجھ کے اٹھانا ہے۔

جو راستہ اختیار کرنا ہے بہت سوچ سمجھ کے اختیار کرنا ہے۔ ۞

بقیہ............ حسینؑ اور قرآن......

اللّٰہِ وَرَحْمَةٌ خَیرٌ اَمِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۔ (سورۂ آل عمران، آیت:)

''اگر تم اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤ، یا اپنی موت سے مرجاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت اس مال ودولت سے جس کو دنیا میں جمع کیا جاتا ہے بہتر ہے۔''

(۱۶) نتیجہ میں فتحیابی اللہ والوں ہی کے لئے ہے

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔

(سورۂ مجادلہ، آیت:۲۱)

''خدا نے حکم ناطق دے دیا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب رہیں گے، بیشک خدا بڑا زبردست غالب ہے۔''